

اوم شری پر ماتمنے نمہ

(تیرھواں باب)

گیتا کی ابتداء میں ہی دھرت راشٹر کا سوال تھا کہ سنجے! میدانِ دین (धर्मक्षेत्र) اور میدانِ عمل (कुरुक्षेत्र) میں جنگ کی خواہش سے اکٹھا ہوئے میرے اور پانڈو کے اولاد نے کیا کئے؟ ابھی تک یہ نہیں بتایا گیا کہ، وہ میدان ہے کہاں؟ لیکن جس عظیم انسان نے جس میدان میں جنگ کا ہونا بتایا، پیش کردہ باب میں خود ہی اُس میدان کے بارے میں فیصلہ دیتے ہیں کہ، وہ میدان (क्षेत्र) درحقیقت ہے کہاں؟۔

شری بھگوان بولے

इदं शरीरं कौन्तेय क्षेत्रमित्यभिधीयते।

एतद्यो वेत्ति तं प्राहुः क्षेत्रज्ञ इति तद्विदः॥ ११॥

کنتی کے پسر! یہ جسم ہی ایک میدان ہے اور اس کو جو اچھی طرح جانتا ہے، وہ علم میدان وہ اُس میں پھنسا نہیں ہے بلکہ اُس کا ناظم ہے، ایسا اُس عنصر کو ظاہر کرنے والے عظیم انسانوں نے کہا ہے۔

جسم تو ایک ہی ہے، اُس میں میدانِ دین اور میدانِ عمل۔ یہ دو میدان کیسے؟ درحقیقت اس ایک ہی جسم میں باطن کے دو خصائل قدیمی ہیں، ایک تو اعلیٰ دین اعلیٰ معبود سے نسبت دلانے والی پُر ثواب خصلت روحانی دولت ہے اور دوسری ہے۔ دنیوی دولت، ناپاک نظریہ سے جس کی تنظیم ہے، جو فانی دنیا پر یقین دلاتی ہے۔ جب دنیوی دولت کی افراط ہوتی ہے۔ تو یہی جسم میدانِ عمل (कुरुक्षेत्र) بن جاتا ہے اور اسی جسم کے مابین جب روحانی دولت کی زیادتی ہوتی ہے، تو یہی جسم (धर्मक्षेत्र) میدانِ دین کہلاتا ہے۔ یہ اتار چڑھاؤ برابر لگا رہتا ہے، لیکن رمز شناس عظیم انسان کی قربت سے جب کوئی لاشریک بندگی کے ذریعہ عبادت میں لگ جاتا ہے، تو دونوں کی قربت سے جو کوئی لاشریک بندگی کے ذریعہ عبادت میں لگ جاتا ہے، تو دونوں خصائل کے درمیان فیصلہ کن جنگ کا آغاز ہو جاتا ہے۔ یہ تسلسل روحانی دولت کا عروج اور دنیوی دولت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ دنیوی دولت کے پوری طرح خاتمہ کے بعد اعلیٰ کے دیدار کی حالت آتی ہے۔ دیدار کے ساتھ ہی

روحانی دولت کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے۔ لہذا وہ بھی خود بخود بھگوان میں تحلیل ہو جاتی ہے بندگی کرنے والا انسان معبود سے نسبت بنا لیتا ہے۔ گیارہویں باب میں ارجن نے دیکھا کہ، کوروؤں کے جانب داروں کے بعد پانڈوؤں کے جانب دار جنگجو بھی جوگ کے مالک میں تحلیل ہوتے جا رہے ہیں۔ اس تحلیل کے بعد انسان کی جو شکل ہے، وہی عالم میدان (کेत्रज्ञ) ہے۔ آگے دیکھیں۔

क्षेत्रज्ञं चापि मां विद्धि सर्वक्षेत्रेषु भारत ।

क्षेत्रक्षेत्रज्ञयोर्ज्ञानं यत्तज्ज्ञानं मतं मम ॥ ۲ ॥

اے ارجن! تو سارے میدانوں میں عالم میدان مجھے ہی جان یعنی میں بھی عالم میدان ہوں، جو اس میدان کو جانتا ہے، وہ عالم میدان ہے۔ ایسا سے ظاہری طور پر جاننے والے عظیم انسان کہتے ہیں اور شری کرشن کہتے ہیں کہ میں بھی عالم میدان ہوں یعنی شری کرشن بھی جوگ کے مالک ہی تھے۔ (کेत्र) میدان، اور (क्षेत्रज्ञ) عالم میدان یعنی تمام عیوب کے ساتھ قدرت اور انسان (پुरुष) کو عنصر سے جاننا ہی علم ہے، ایسا میرا ماننا ہے یعنی بدیہی دیدار کے ساتھ ان کی سمجھ کا نام علم ہے۔ کوری بحث کا نام علم نہیں ہے

तत्क्षेत्रं यच्च यादृक्च यद्विकारि यतश्च यत् ।

स च यो यत्प्रभावश्च तत्समासेन मे श्रुणु ॥ ३ ॥

وہ میدان جیسا ہے اور جن عیوب والا ہے وہ جس وجہ سے ہوا ہے اور وہ عالم میدان بھی جو ہے اور جس طرح کے اثر والا ہے، اُن سب کے بارے میں مجھ سے مختصر میں سُن! یعنی (کेत्र) میدان عیوب والا، کسی وجہ سے ہوا ہے، جب کہ عالم میدان صرف با اثر ہے، میں ہی کہتا ہوں۔ ایسی بات نہیں ہے، ولی حضرات بھی کہتے ہیں۔

तत्क्षेत्रं यच्च यादृक्च यद्विकारि यतश्च यत् ।

स च यो यत्प्रभावश्च तत्समासेन मे श्रुणु ॥ ३ ॥

یہ میدان اور عالم میدان کا عنصر عارف حضرات کے ذریعے تمام طرح سے گایا گیا ہے۔ اور تمام طرح سے ویدوں کی دعاؤں (منتر) کے ذریعے تقسیم کر کے بھی کہا گیا ہے وہ

خاص طور سے معین کئے گئے مناسب دلیل کے ساتھ (برہمسوتر) کے جملوں کے ذریعے بتایا گیا ہے۔ یعنی 'بیدانت' ولی برہمسوتر اور ہم ایک ہی بات کرنے جا رہے ہیں۔ شری کرشن وہی کہتے ہیں، جو ان سب نے کہا ہے۔ کیا جسم (میدان) اتنا ہی ہے، جتنا دکھائی دیتا ہے اس پر فرماتے ہیں۔

महाभूतान्यहंकारो बुद्धिरव्यक्तमेव च ।

इन्द्रियाणि दशैकं च पञ्च चेन्द्रियगोचराः ॥ ५ ॥

ارجن! پانچ عظیم عناصر (مٹی، پانی، آگ، آسمان، ہوا) غرور، عقل اور طبیعت (طبیعت کا نام نہ لے کر اسے غیر مرئی ماوراء خصلت کہا گیا۔ یعنی بنیادی خصلت پر روشنی ڈالی گئی ہے، جس سے ماوراء خصلت بھی شامل ہے، مذکورہ بالا آٹھ بنیادی خصائل پیر، زہار، مقعد) ایک من اور پانچ حواس کے موضوعات (شکل ذائقہ مہک، لفظ اور لمس) اور۔

इच्छाद्वेषः सुखं दुःखं संघातश्चेतना धृतिः ।

एतत्क्षेत्रं समासेन सविकारमुदाहृतम् ॥ ६ ॥

خواہش، حسد، آرام، تکلیف اور ان سب کا مجموعہ، مادی جسم کا یہ جرم حرص اور صبر اس طرح میدان کے بارے میں عیوب کے ساتھ مختصر میں کہا گیا: المختصر یہی میدان کی حقیقی شکل ہے۔ جس میں ڈالا گیا بھلا اور برا ختم تاثرات کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ جسم ہی میدان ہے۔ جسم میں گارہ مسالہ کس چیز کا ہے؟

تو یہی پانچ عناصر، دس حواس، ایک من وغیرہ، جیسی پہچان اوپر گنائی گئی ہے۔ ان سب کا اجتماعی ساخت جسم ہے۔ جب تک یہ عیوب رہیں گے، تب تک یہ جرم بھی موجود رہیں گے۔ اس واسطے کہ، یہ عیوب سے بنا ہے۔ اب اس عالم میدان کی حقیقی شکل دیکھیں، جو اس میدان میں ملوث نہیں بلکہ اس سے جدا ہے۔

अमानित्वमदम्भित्वमहिंसा क्षान्तिरार्जवम् ।

आचार्योपासनं शौचं स्थैर्यमात्मविनिग्रहः ॥ ७ ॥

اے ارجن! عزت و ذلت کا خاتمہ، غرور کے برتاؤ کی کمی، عدم تشدد (یعنی اپنی اور دوسرے کسی کے روح کو تکلیف نہ دینا عدم تشدد ہے، عدم تشدد کا مطلب صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ، چیونٹی مت مارو، شری کرشن نے کہا کہ اپنی روح کو تنزل میں مت ڈالو۔ اُس کو تنزل میں ڈالنا تشدد ہے اور اُس کی ترقی ہی خالص عدم تشدد ہے ایسا انسان دوسری ارواح کی ترقی کے لئے بھی مائل رہتا ہے۔ ہاں، اس کا آغاز کسی کو ٹھیس نہ پہنچانے سے ہوتا ہے۔ یہ اُسی کا ایک ایک حصہ ہے) لہذا عدم تشدد، معافی کا جذبہ، من اور زبان کی سادہ طبعی، مرشد کی فرمانبرداری یعنی مکمل عقیدت اور بندگی کے ساتھ مرشد کی خدمت، اُن کی عبادت پاکیزگی، باطن کا استقلال، من اور حواس کے ساتھ جسم پر قابو اور۔

इन्द्रियार्थेषु वैराग्यमनहंकार एव च ।

जन्ममृत्युजराव्याधि दुःखदोषानुदर्शनम् ॥ ८ ॥

اس دنیا اور عالم بالا کے دیکھے سنے عیش و عشرت میں رغبت کا خاتمہ، غرور کی کمی، جنم و موت، ضعیفی، بیماری اور عیش وغیرہ میں تکلیفوں کے عیوب کی بار بار فکر،

असक्तिरनभिष्वङ्गः पुत्रदारगृहादिषु ।

नित्यं न समचित्तत्वमिष्टानिष्टोपपत्तिषु ॥ ९ ॥

اولاد، بیوی، دولت اور مکان وغیرہ میں لگاؤ کا خاتمہ، پسندیدہ اور ناپسندیدہ کے حصول میں طبیعت کا ہمیشہ مساوی رہنا (عالم میڈیا کی ریاضت، بیوی، اولاد وغیرہ گھر بار کی حالت میں ہی شروع ہوتی ہے)

मयि चानन्ययोगेन भक्तिरव्यभिचारिणी ।

विविक्त देशसेवित्वमरतिर्जन संसदि ॥ १० ॥

مجھ میں (شری کرشن ایک جوگی تھے یعنی ایسے کسی عظیم انسان میں) لاشریک جوگ سے یعنی جوگ کے سوا دوسرا کچھ بھی نہ یاد کرتے ہوئے، لاشریک عقیدت (معبود کے علاوہ کسی دوسری سوچ کا ذہن میں نہ آنا)، تہائی کی جگہ کا استعمال، انسانی جماعت میں رہنے کی رغبت کا نہ ہونا اور۔

अध्यात्मज्ञाननित्यत्वं तत्त्वज्ञानार्थदर्शनम्।

एतज्ज्ञानमिति प्रोक्तमज्ञानं यदतोऽन्यथा ॥ ११ ॥

روح کی اختیار والے علم میں یکساں حالت اور علم جوہر کے معنی معبود کا بدیہی دیدار یہ سب تو علم ہے اور اس سے جو خلاف ہے، وہ سب جہالت ہے۔ ایسا بتایا گیا ہے۔ اُس عنصرِ اعلیٰ معبود کے دیدار کے ساتھ ملنے والی جانکاری کا نام علم ہے۔ (باب چار میں انہوں نے کہا کہ۔ یگ کی تکمیل میں بعد یگ جس چیز کو باقی چھوڑ دیتا ہے، اُس علم جاوداں کا اخذ کرنے والا ابدی معبود سے نسبت پالیتا ہے، لہذا معبود کے بدیہی دیدار کے ساتھ ملنے والی جانکاری علم ہے۔ یہاں بھی وہی بات کہتے ہیں کہ، عنصرِ اعلیٰ روح مطلق دیدار کا نام علم ہے،) اس کے برخلاف سب جہالت ہے، غرور وغیرہ کا نہ ہونا مذکورہ بالا نشانیاں اس علم کی تکمیلہ ہیں یہ سوال پورا ہوا۔

ज्ञेयं यत्तत्प्रवक्ष्यामि यज्ज्ञात्वामृतमश्नुते।

अनादिमत्परं ब्रह्म न सत्तन्नासदुच्यते ॥ १२ ॥

ارجن! جو جاننے لائق ہے اور جسے جان کر فنا پذیر انسان لافانی عنصر کو حاصل کرتا ہے، اُسے اچھی طرح بتاؤں گا، وہ ابدی اعلیٰ معبود نہ حق کہا جاتا ہے اور نہ باطل ہی کہا جاتا ہے، کیونکہ جب تک وہ الگ ہے، تب تک وہ حق ہے اور جب انسان اس کے اندر مجھو گیا، تب کون کس سے کہے، ایک ہی رہ جاتا ہے، دوسرے کا احساس نہیں، ایسی حالت میں وہ

معبود نہ حق ہے، نہ باطل ہے بلکہ جو خود فطری ہے، وہی ہے۔

वर्तः पाणिपादं तत्पर्सतो ऽक्षिशिरोमुखम् ।

सर्वतः श्रुतिमल्लोकं सर्वमावृत्य तिष्ठति ॥ १३ ॥

وہ معبود ہر جانب سے دست و پا والا، ہر جانب سے آنکھ، سر اور ذہن والا، ہر طرف سے کانوں والا (سننے والا ہے، کیوں کہ وہ دنیا کے ہر شے میں جاری و ساری ہو کر قائم ہے۔

सर्वेन्द्रियगुणाभासं सर्वेन्द्रियविवर्जितम् ।

असक्तं सर्वभृच्चैव निर्गुणं गुणभोक्तु च ॥ १४ ॥

وہ تمام حواس کے موضوعات کو جاننے والا ہے، پھر بھی سارے حواس سے مبرا ہے۔ وہ بلا لگاؤ والا، صفات سے خالی ہونے پر بھی سب کو سنبھالنے اور پرورش کرنے والا، وہ ساری صفات کا لطف اٹھانے والا ہے، یعنی ایک ایک کر کے ساری صفات کو اپنے اندر جم کر لیتا ہے۔ جیسا شری کرشن کہہ آئی ہیں کہ، یک اور ریاضتوں کا صارف میں ہوں، آخر میں ساری صفات مجھ میں تحلیل ہو جاتی ہے۔

बहिरन्तश्च भूतानामचरं चरमेव च ।

सूक्ष्मत्वात्तदविज्ञेयं दूरस्थं चान्तिके च तत् ॥ १५ ॥

وہ معبود سارے جانداروں کے باہر اندر پوری طرح موجود ہے، متحرک و ساکن شکل بھی وہی ہے۔ لطیف ہونے سے وہ دکھائی نہیں پڑتا، ناقابل فہم ہے من اور حواس کے دائرہ سے باہر ہے اور بہت قریب اور دور بھی وہی ہے۔

विभक्तं च भूतेषु विभक्तमिव च स्थितम् ।

भूतभर्तृ च तज्ज्ञेयं ग्रसिष्णु प्रभविष्णु च ॥ १६ ॥

نا قابل تقسیم ہو کر بھی وہ تمام متحرک و ساکن مادیات میں الگ الگ محسوس ہوتا ہے وہ قابل فہم معبود تمام مادیات کو پیدا کرنے والا، سنبھالنے اور پرورش کرنے والا اور آخر میں اُن کا خاتمہ کرنے والا ہے۔ یہاں خارجی اور داخلی دونوں خیالات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ جیسے باہر پیدائش اور اندر بیداری، باہر پرورش اور اندر خیر و برکت کے فرض کی ادائیگی، باہر جسم کی تبدیلی اور اندر ہر چیز کی تحلیل یعنی مادیات کی تخلیق کے وجوہات کی تحلیل اور اس تحلیل کے ساتھ ہی اپنی حقیقی شکل کو حاصل کر لیتا ہے۔ یہ سب اُسی معبود کے نشانات ہیں۔

ज्योतिषामपि तज्ज्योतिस्तमसः परमुच्यते ।

ज्ञानं ज्ञेयं ज्ञानगम्यं हृदि सर्वस्य विष्ठितम् ॥ १७ ॥

وہ قابل فہم معبود نور کا بھی نور ہے۔ اندھیرے سے بے حد ماورا کہا جاتا ہے۔ وہ مکمل بشکل علم ہے، مکمل عالم ہے، قابل فہم ہے اور علم کے ذریعہ ہی حاصل ہونے والا ہے بدیہی دیدار کے ساتھ ملنے والی جانکاری کا نام علم ہے۔ ایسی جانکاری کے ذریعہ ہی اُس بھگوان کا حاصل ہونا ممکن ہے۔ وہ سب کے دل میں موجود ہے اُس کے رہنے کا مقام دل ہے۔ کہیں اور تلاش کرنے پر وہ نہیں ملے گا۔ لہذا دل کے اندر تصور اور جوگ کے برتاؤ کے ذریعے ہی اُس معبود کے حصول کا طریقہ ہے۔

ति क्षेत्रं तथा ज्ञानं ज्ञेयं चोक्तं समासतः ।

मद्भक्त एतद्विज्ञाय मद्भावायोपपद्यते ॥ १८ ॥

اے ارجن! بس اتنا ہی میدان (کَستْر) علم اور قابل فہم معبود کی شکل کے بارے میں مختصراً بتایا گیا ہے۔ اسے جان کر میرا بندہ میری مجسم شکل کو حاصل کر لیتا ہے۔

ابھی تک جوگ کے مالک  
شری کرشن نے جیسے  
میدان کہا تھا، اُسی کو قدرت اور جسے عالمِ میدان کہا تھا، اُسی کو اب وہ انسان (پرش) لفظ  
سے اشارہ کرتے ہیں۔

प्रकृतिं पुरुषं चैव विद्ध्यनादी उभावपि ।

विकारांश्च गुणांश्चैव विद्धि प्रकृति सम्भवान् ॥ १६ ॥

یہ قدرت اور انسان (پুরুش اور پرکرتی) دونوں کو ہی ابدی سمجھ اور سارے عیوب  
تینوں صفات والی قدرت سے ہی پیدا ہوئے ہیں، ایسا سمجھ۔

कार्यकरणकर्तृत्वे हेतुः प्रकृतिरुच्यते ।

पुरुषः सुखदुःखानां भोक्तृत्वे हेतुरुच्यते ॥ २० ॥

فعل اور وسیلہ (جس کے ذریعے اعمال صادر ہوتے ہیں عرفان، ترک دنیا وغیرہ  
اور نامبارک اعمال ہونے میں خواہش، غصہ وغیرہ وسیلہ ہیں) کو پیدا کرنے کا سبب قدرت  
کہی جاتی ہے اور یہ انسان آرام و تکلیفوں کو بھگتنے کے بناء پر وسیلہ کہا جاتا ہے۔ سوال اٹھتا  
ہے کہ، کیا وہ بھگتنا ہی رہے گا یا اس سے اسے کبھی نجات بھی ملے گی؟ جب قدرت اور انسان  
دونوں ہی ابدی ہیں، تو کوئی ان سے آزاد ہوگا کیسے؟ اس پر فرماتے ہیں۔

पुरुषः प्रकृतिस्थो हि भुङ्क्ते प्रकृतिजान्गुणान् ।

कारणं गुणसङ्गोऽस्य सदसद्योनिजन्मसु ॥ 21 ॥

قدرت کے درمیان میں کھڑا ہونے والا انسان ہی قدرت سے پیدا ہونے والی  
صفات کے کام کی شکل والی چیزوں کا لطف اٹھاتا ہے اور ان صفات کے ساتھ ہی اس ذی  
روح کی نیک و بد شکلوں (نیوں) میں پیدائش لینے کی وجہ ہے، یہ وجہ یعنی قدرت کے صفات  
کا ساتھ ختم ہونے پر ہی آمدورفت سے نجات ملتی ہے۔ اب اُس انسان پر روشنی ڈالتے ہیں

کہ، وہ کس طرح قدرت کے مابین کھڑا ہے؟

ऋष्टानुमन्ता च भर्ता भोक्ता महेश्वरः ।

परमात्मेति चाप्युक्तो देहेऽस्मिन्पुरुषः परः ॥ २२ ॥

وہ انسان قریبی ناظر (vnz"VK) دل کی دنیا میں بہت ہی قریب، ہاتھ، پاؤں من جتنے آپ کے قریب ہیں، اُس سے بھی زیادہ قریب ناظر کی شکل میں موجود ہے۔ اُس کی روشنی میں آپ نیک کریں یا بد کریں، اُس کا کوئی تعلق نہیں ہے، وہ ناظر کی شکل میں کھڑا ہے ریاضت کا صحیح سلسلہ پکڑ میں آنے پر راہ رو کچھ اوپر اٹھا، اُس کی جانب بڑھا تو ناظر انسان کا سلسلہ بدل جاتا ہے، وہ (انومنتا) اجازت دینے لگتا ہے، احساس دینے لگتا ہے، ریاضت کے ذریعے اور قریب پہنچنے پر وہی انسان (مہرتا) رازق بن کر پرورش کرنے لگتا ہے جس میں آپ کی خیر و برکت کا بھی انتظام کر دیتا ہے ریاضت اور زیادہ لطیف ہونے پر وہی (موکتا) صارف ہو جاتا ہے، یک ریاضت جو کچھ بھی بن پڑتا ہے، سب کو وہ انسان قبول کرتا ہے اور جب قبول کر لیتا ہے، اُس کے بعد والی حالت میں (مہشور) عظیم معبود کی شکل میں ڈھل جاتا ہے، وہ قدرت کا مالک بن جاتا ہے، لیکن ابھی کہیں قدرت زندہ ہے، تبھی اس کا مالک ہے، اس سے بھی زیادہ بلندی کی حالت میں وہی انسان جب اعلیٰ بھگوان سے منسوب ہو جاتا ہے، تب روح مطلق کہلاتا ہے اس طرح جسم میں موجود رہتے ہوئے بھی یہ انسان پر (ماورائی) ہی ہے، ہر طرح سے اس قدرت سے ماورای ہی ہے۔ فرق صرف اتنا ہی ہے کہ شروع میں وہ ناظر کی شکل میں تھا، دھیرے دھیرے ترقی ہوتے ہوتے اعلیٰ کا لمس کر معبود کی شکل میں ڈھل جاتا ہے۔

य एवं वेत्ति पुरुषं प्रकृतिं च गुणैः सह ।

सर्वथा वर्तमानोऽपि न स भूयोऽभिजायते ॥ २३ ॥

اس طرح آدمی کو اور صفات کے ساتھ قدرت کو جو انسان بدیہی دیدار کے ساتھ جان لیتا ہے، وہ ہر طرح کی زندگی گزارتا ہوا بھی دوبارہ نہیں پیدا ہوتا یعنی اُس کی دوبارہ پیدائش نہیں ہوتی، یہی نجات ہے۔ ابھی تک جوگ کے مالک شری کرشن نے بھگوان (برہم) اور قدرت (کپوتی) کی روبرو جانکاری کے ساتھ ملنے والی اعلیٰ نجات یعنی اس کی دوبارہ پیدائش سے نجات پر روشنی ڈالی اور اب وے اُس جوگ پر روشنی دیتے ہیں، جس کا طریقہ کار ہے عبادت کیوں کہ اس عمل کو عملی جامہ پہنائے بغیر کوئی حاصل کرتا نہیں ہے۔

यानेनात्मनि पश्यन्ति केचिदात्मानमात्मना ।

अन्ये सांख्येन योगेन कर्मयोगेन चापरे ॥ २४ ॥

اے ارجن! (آاتمانم) روح مطلق کو کتنے ہی انسان تو، (آاتمن:) اپنے باطنی غور و فکر سے تصور کے ذریعہ (آاتمن) دل کی دنیا میں دیکھتے ہیں، کتنے ہی؛ Ikan جوگ (علمی جوگ) کے ذریعہ (یعنی اپنی قوت کو سمجھتے ہوئے اسی عمل میں لگے ہوتے ہیں) اور دوسرے بہت سے لوگ اُسے بے غرض عملی، جوگ کے ذریعہ دیکھتے ہیں خود سپردگی کے ساتھ اُسی معینہ عمل میں لگے ہوتے ہیں، پیش کردہ اشلوک میں خاص وسیلہ ہے تصور (دھیان) اُس تصور میں لگنے کے لئے علمی جوگ اور بے غرض عملی جوگ، دور استے ہیں۔

अन्ये त्वेवमजानन्तः श्रुत्वान्येभ्य उपासते ।

तेऽपि चातितरन्त्येव मृत्युं श्रुतिपरायणाः ॥ २५ ॥

لیکن دوسرے جن کو ریاضت کا علم نہیں ہے، وہ اس طرح نہ جانتے ہوئے (अन्येभ्य:) دوسرے جو عنصر کو جاننے والے عظیم انسان ہیں، اُن کی نصیحت سُن کر ہی عبادت کرتے ہیں اور سُن کر لگے ہوئے وے انسان بھی اس موت کی تمثیل دنیوی سمندر سے بلاشبہ کنارہ یا جاتے ہیں، لہذا کچھ بھی نہ ہو سکے تو صحبت صالح میں لگ جائیں۔

यावत्संजायते किञ्चित्सत्त्वं स्थावरजङ्गमम् ।

क्षेत्रक्षेत्रज्ञसंयोगात्तद्विद्धि भरतर्षभ ॥ 26 ॥

اے ارجن! یہاں تک کہ جو کچھ بھی متحرک و ساکن چیزیں پیدا ہوتی ہیں، اُن سب کو تو میدان (क्षेत्र) اور عالم میدان (क्षेत्रज्ञ) کے اتفاق سے ہی پیدا ہوئی جان۔ حصول کب ہوتا ہے؟ اس پر ارشاد فرماتے ہیں،

समं सर्वेषु भूतेषु तिष्ठन्तं परमेश्वरम् ।

विनश्यत्स्वविनश्यन्तं यः पश्यति स पश्यति ॥ 27 ॥

جو انسان خاص طور سے ختم ہوتے ہوئے متحرک و ساکن ہر شے میں لافانی معبود کو مساوات کی نظر سے موجود دیکھتا ہے، وہی حقیقت دیکھتا ہے، یعنی اس قدرت کے خاص طور سے ختم ہونے پر ہی بشکل روح مطلق ہے، اس سے پہلے نہیں، اسی پر گزشتہ باب آٹھ میں بھی کہا تھا کہ۔: 'संशितः कर्म विमग्नो भवति'۔ 'جانداروں کے وے خیال جو نیک خواہ بد کچھ بھی (تاثرات) تخلیق کرتے ہیں، اُن کا خاتمہ ہو جانا ہی اعمال کی انتہا ہے، اُس وقت عمل مکمل ہے، وہی بات یہاں بھی کہتے ہیں کہ، جو متحرک و ساکن ہر شے کو ختم ہوتے ہوئے اور بھگوان کو مساوات کے ساتھ قائم دیکھتا ہے، وہی صحیح دیکھتا ہے۔

समं पश्यन्ति सर्वत्र समवस्थितमीश्वरम् ।

न हिनस्तात्मनात्मानं ततो याति परां गतिम् ॥ २८ ॥

کیوں کہ وہ انسان ہر جگہ مساوی خیال سے موجود معبود کے وجود کو مساوی (جیسا ہے، ویسا ہی اسی طرح) دیکھتا ہوا خود کو اپنے ذریعہ بر باد نہیں کرتا۔ کیوں کہ کرنے والے انسان تھا، ویسا اُس نے دیکھا، لہذا وہ اعلیٰ نجات کو حاصل کرتا ہے۔ حاصل کرنے والے انسان کی پہچان بتاتے ہیں۔

प्रकृत्यैव च

कर्माणि क्रियमाणानि

सर्वशः ।

यः पश्यति तथात्मानमकर्तारं स पश्यति ॥ २६

جو انسان سارے اعمال کو ہر طرح سے قدرت کے ذریعہ ہی کیا جانا دیکھتا ہے  
یعنی جب تک قدرت ہے، تبھی تک اعمال کا ہونا دیکھتا ہے اور روح کو نہ کرنے والی دیکھتا  
ہے، وہی حقیقت دیکھتا ہے۔

यदा भूतपृथग्भावमेकस्थमनुपश्यति ।

तत एव च विस्तारं ब्रह्म सम्पद्यते तदा ॥ ३० ॥

جس دور میں انسان مادیات کے عجیب و غریب اندازوں میں واحد روح مطلق کو  
رواں و موجود دیکھتا ہے اور اُس روح مطلق ہی تمام مادیات کی تفصیل دیکھتا ہے، اس وقت  
وہ روح مطلق سے منسوب ہوتا ہے۔ جس وقت یہ حالت آگئی، اُسی وقت وہ معبود کو حاصل  
کر لیتا ہے۔ یہ نشانی بھی رمز شناس عظیم انسان کی ہی ہے۔

अनादित्वान्निर्गुणात्त्वात्परमात्मायमव्ययः ।

शरीरस्थोऽपि कौन्तेय न करोति न लिप्यते ॥ ३१ ॥

کننتی کے پسر! ابدی ہونے سے اور صفات سے مبرا ہونے سے وہ لافانی معبود،  
جس میں موجود ہوتے ہوئے بھی حقیقت میں نہ کرتا ہے اور نہ ملوث ہی ہوتا ہے۔ کس  
طرح؟

या सर्वगतं सौख्यादाकाशं नोपलिप्यते ।

सर्वत्रावस्थितो देहे तथात्मा नोपलिप्यते ॥ ३२ ॥

جس طرح ہر جگہ محیط آسمان لطیف ہونے کی وجہ سے ملوث نہیں ہوتا، ٹھیک ویسے  
ہیں ہر جگہ جسم میں موجود ہونے کے باوجود بھی روح صفات سے خالی کے باعث جسم کے

صفات سے ملوث نہیں ہوتی، آگے بتاتے ہیں۔

यथाप्रकाशयत्येकः कृत्स्नं लोकमिमं रविः।

क्षेत्रं क्षेत्री तथा कृत्स्नं प्रकाशयति भारत ॥ ३३ ॥

ارجن! جس طرح ایک ہی سورج تمام کائنات کو روشن کرتا ہے۔ اسی طرح ایک

ہی روح تمام میدان کو روشن کرتی ہے۔ آخر میں فیصلہ دیتے ہیں۔

क्षेत्रक्षेत्रज्ञयोरेवमन्तरं ज्ञानचक्षुषा।

भूतप्रकृतिमोक्षं च ये विदुर्यान्ति ते परम् ॥ ३४ ॥

اس طرح میدان (क्षेत्र) اور عالم میدان (क्षेत्रज्ञ) کے راز کو اور عیوب کے ساتھ

قدرت سے آزاد ہونے کے طریقہ کو جو علمی نظر سے دیکھ لیتے ہیں، وے عارف حضرات اعلیٰ

معبود روح مطلق کو حاصل کرتے ہیں، یعنی میدان اور عالم میدان کو دیکھنے کی نظر 'علم' ہے اور

علم بدیہی یدارکا ہی مترادف ہے،

## مغز سخن

گیتا کی ابتداء میں میدان دین (धर्मक्षेत्र) کا نام تو لیا گیا، لیکن وہ میدان

درحقیقت ہے کہاں، وہ مقام بتانا باقی تھا، جسے خود شریعت کے مصنف نے پیش کردہ باب

میں صاف کیا کہ، ارجن، یہ جسم ہی ایک میدان (क्षेत्र) ہے۔ جو اس کی سمجھ رکھتا ہے، وہ عالم

میدان (क्षेत्रज्ञ) ہے۔ وہ اس میں ملوث نہیں بلکہ لائق ہے اس کا ناظم ہے۔ ارجن! تمام

میدانوں (क्षेत्र) میں میں بھی عالم میدان (क्षेत्रज्ञ) ہوں، دوسرے عظیم انسانوں سے اپنا موازنہ کیا

اس سے ظاہر ہے کہ شری کرشن بھی ایک جوگی تھے کیوں کہ وہ جانتا ہے وہ عالم میدان ہیں

ایسا عظیم انسانوں نے کہا ہے، میں بھی عالم میدان ہوں یعنی کہ دوسرے عظیم انسانوں کی

طرح میں بھی ہوں۔

انہوں نے میدان جیسا ہے، جن عیوب والا ہے، عالم میدان جن اثرات والا

ہے، اُس پر روشنی ڈالی، میں ہی کہتا ہوں، ایسی بات نہیں ہے، ولی حضرات نے بھی یہی بات بتائی ہے۔ وید کی بندشوں (دکتوں) میں بھی اسی کو تقسیم کر کے دکھایا گیا ہے۔ (برہماپوترا) میں بھی وہی دیکھنے کو ملتا ہے۔

جسم (جو میدان ہے) کیا اتنا ہی ہے، جتنا دکھائی دیتا ہے، اس کے وجود کے پیچھے جن چیزوں کا بہت بڑا ہاتھ ہے، اُن کو شمار کراتے ہوئے بتایا کہ آٹھ بنیادی خصائل (بھٹھامول اکتی) غیر مرنی قدرت (اَبھکت پْرکرتی) دس حواس اور من، حواس کے پانچوں موضوعات، امید، حرص و ہوس اس طرح ان عیوب کی اجتماعی مجموعہ یہ جسم ہے جب تک یہ موجود رہیں گے، تب تک جسم کسی نہ کسی شکل میں رہے گا ہی۔ یہی میدان ہے، جس میں بویا گیا نیک تخم بدتاثر (سَنسکارا) کی شکل میں اگتا ہے۔ حواس سے بچ جاتا ہے۔ وہ عالم میدان (کھتْرنا) ہے۔ عالم میدان کی شکل کو بتاتے ہوئے انہوں نے خدائی صفات پر روشنی ڈالی اور کہا کہ عالم میدان اس میدان کو روشن کرنے والا ہے،

انہوں نے بتایا کہ ریاضت کے تکمیل دور میں عنصر اعلیٰ روح مطلق کا بدیہی دیدار ہی علم ہے۔ علم کا معنی ہے بدیہی دیدار اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے ماورا ہے۔ اُسے جاننے کے لئے لوگ دل میں تصور کرتے ہیں باہر تب رکھ کر نہیں۔ بہت سے لوگ علمی جوگ (ساَدھ) کے وسیلہ سے تصور کرتے ہیں۔ تو بقیہ لوگ بے غرض عملی جوگ، خود سپردگی کے ساتھ اُس کے حصول کے لئے اس کے معینہ عملی عبادت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ جو اُس کا طریقہ نہیں جانتے، وے جوگ مبصر عظیم انسانوں کے ذریعہ سن کر عبادت کا برتاؤ کرتے ہیں، وے بھی اعلیٰ افادہ کو حاصل کرتے ہیں، لہذا کچھ بھی سمجھ میں نہ آئے، تو اس کی سمجھ رکھنے والے عظیم انسان کی صحبت لازمی ہے۔

مستقل مزاج عظیم انسان کی نشانی بتاتے ہوئے جوگ کے مالک شری کرشن نیکھا کہ جیسے آسمان ہر جگہ برابر رہتا ہوا بھی ملوث نہیں ہے، جیسے ہر طرف روشنی کرتے ہوئے بھی

سورج لائق ہے، ٹھیک اسی طرح مستقل مزاج انسان ہر جگہ برابر معبود کو جیسا ہے، ویسا ہی دیکھنے کی صلاحیت والا انسان میدان سے یا قدرت سے پوری طرح لائق ہے، آخر میں انہوں نے فیصلہ دیا کہ میدان اور عالم میدان کی جانکاری علمی نظروں سے ہی ممکن ہے۔ علم جیسا کہ پہلے بتایا گیا، اُس معبود کے بدیہی دیدار کے ساتھ ملنے والی سمجھ ہے، شریعتوں کو بہت زیادہ رٹ کر دہرانا علم نہیں بلکہ مطالعہ اور عظیم انسانوں سے اُس عمل کو سمجھ کر، اُس عمل کی راہ پر چل کر، من کے ساتھ حواس پر قابو اور اُس قابو کے بھی تحلیلی دور میں عنصر اعلیٰ کو دیکھنے کے ساتھ جو احساس ہوتا ہے اُسی احساس کا نام علم ہے۔ عمل ضروری ہے اس باب میں خاص طور سے عالم میدان (क्षेत्र) کا تفصیلی بیان کیا گیا ہے۔ درحقیقت میدان (क्षेत्र) کی شکل محیط ہے۔ جسم کہنا تو آسان ہے لیکن جسم کا تعلق کہاں تک ہے؟ تو ساری کائنات بنیادی خصائل کی تفصیل ہے لامحدود خلاؤں تک آپ کے جسم کا پھیلاؤ ہے اُن سے آپ کی زندگی قوت بخش ہے، ان کے بغیر آپ جی نہیں سکتے، یہ زمین، دنیا، جہان، ملک، صوبہ اور آپ کا یہ دکھائی دینے والی جسم اُس قدرت کا ایک چھوٹا حصہ بھی نہیں ہے۔ اس طرح میدان (क्षेत्र) کا ہی اس باب میں تفصیلی بیان ہے، لہذا۔

اس طرح شری مد بھگود گیتا کی تمثیل اپنیشد و علم، تصوف اور علم ریاضت سے متعلق شری کرشن اور ارجن کے مکالمہ میں (क्षेत्रक्षेत्रज्ञ) (میدان عالم میدان باب جز جوگ) نام کا تیرھواں باب مکمل ہوتا ہے۔

اس طرح قابل احترام پرم ہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی ارگڑانند کے ذریعہ لکھی شری مد بھگود گیتا کی تشریح (یتھارتھ گیتا) حقیقی گیتا، میں (میدان عالم میدان باب جز جوگ) نام کا تیرھواں باب مکمل ہوا،